[](https://rekhta.org/poets/jigar-moradabadi/?lang=ur)

**جگرؔ مرادآبادی**

* 1890-1961
* مرادآباد

ممتاز ترین قبل ازجدید شاعروں میں نمایاں، بے پناہ مقبولیت کے لئے معروف

# تصویر و تصور

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں

یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

وہی قیامت ہے قد بالا وہی ہے صورت، وہی سراپا

لبوں کو جنبش، نگہ کو لرزش، کھڑے ہیں اور مسکرا رہے ہیں

وہی لطافت، وہی نزاکت، وہی تبسم، وہی ترنم

میں نقش حرماں بنا ہوا تھا وہ نقش حیرت بنا رہے ہیں

خرام رنگیں، نظام رنگیں، کلام رنگیں، پیام رنگیں

قدم قدم پر، روش روش پر نئے نئے گل کھلا رہے ہیں

شباب رنگیں، جمال رنگیں، وہ سر سے پا تک تمام رنگیں

تمام رنگیں بنے ہوئے ہیں، تمام رنگیں بنا رہے ہیں

تمام رعنائیوں کے مظہر، تمام رنگینیوں کے منظر

سنبھل سنبھل کر سمٹ سمٹ کر سب ایک مرکز پر آ رہے ہیں

بہار رنگ و شباب ہی کیا ستارہ و ماہتاب ہی کیا

تمام ہستی جھکی ہوئی ہے، جدھر وہ نظریں جھکا رہے ہیں

طیور سرشار ساغر مل ہلاک تنویر لالہ و گل

سب اپنی اپنی دھنوں میں مل کر عجب عجب گیت گا رہے ہیں

شراب آنکھوں سے ڈھل رہی ہے، نظر سے مستی ابل رہی ہے

چھلک رہی ہے اچھل رہی ہے، پئے ہوئے ہیں پلا رہے ہیں

خود اپنے نشے میں جھومتے ہیں، وہ اپنا منہ آپ چومتے ہیں

خراب مستی بنے ہوئے ہیں، ہلاک مستی بنا رہے ہیں

فضا سے نشہ برس رہا ہے، دماغ پھولوں میں بس رہا ہے

وہ کون ہے جو ترس رہا ہے؟ سبھی کو میکش پلا رہے ہیں

زمین نشہ، زمان نشہ، جہان نشہ، مکان نشہ

مکان کیا؟ لا مکان نشہ، ڈبو رہے ہیں پلا رہے ہیں

وہ روئے رنگیں و موجۂ یم، کہ جیسے دامان گل پہ شبنم

یہ گرمیٔ حسن کا ہے عالم، عرق عرق میں نہا رہے ہیں

یہ مست بلبل بہک رہے ہیں، قریب عارض چہک رہے ہے

گلوں کی چھاتی دھڑک رہی ہے، وہ دست رنگیں بڑھا رہے ہیں

یہ موج و دریا، یہ ریگ و صحرا یہ غنچہ و گل، یہ ماہ و انجم

ذرا جو وہ مسکرا دیئے ہیں وہ سب کے سب مسکرا رہے ہیں

فضا یہ نغموں سے بھر گئی ہے کہ موج دریا ٹھہر گئی ہے

سکوت نغمہ بنا ہوا ہے، وہ جیسے کچھ گنگنا رہے ہیں

اب آگے جو کچھ بھی ہو مقدر، رہے گا لیکن یہ نقش دل پر

ہم ان کا دامن پکڑ رہے ہیں، وہ اپنا دامن چھڑا رہے ہیں

یہ اشک جو بہہ رہے ہیں پیہم، اگرچہ سب ہیں یہ حاصل غم

مگر یہ معلوم ہو رہا ہے، کہ یہ بھی کچھ مسکرا رہے ہیں

ذرا جو دم بھر کو آنکھ جھپکی، یہ دیکھتا ہوں نئی تجلی

طلسم صورت مٹا رہے ہیں، جمال معنی بنا رہے ہیں

خوشی سے لبریز شش جہت ہے، زبان پر شور تہنیت ہے

یہ وقت وہ ہے جگرؔ کے دل کو وہ اپنے دل سے ملا رہے ہیں

# دل حسیں ہے تو محبت بھی حسیں پیدا کر

پہلے تو حسن عمل حسن یقیں پیدا کر

پھر اسی خاک سے فردوس بریں پیدا کر

یہی دنیا کہ جو بت خانہ بنی جاتی ہے

اسی بت خانے سے کعبے کی زمیں پیدا کر

روح آدم نگراں کب سے ہے تیری جانب

اٹھ اور اک جنت جاوید یہیں پیدا کر

خس و خاشاک توہم کو جلا کر رکھ دے

یعنی آتش کدۂ سوز یقیں پیدا کر

غم میسر ہے تو اس کو غم کونین بنا

دل حسیں ہے تو محبت بھی حسیں پیدا کر

آسماں مرکز تخئیل و تصور کب تک

آسماں جس سے خجل ہو وہ زمیں پیدا کر

دل کے ہر قطرہ میں طوفان تجلی بھر دے

بطن ہر ذرہ سے اک مہر مبیں پیدا کر

بندگی یوں تو ہے انسان کی فطرت لیکن

ناز جس پہ کریں سجدے وہ جبیں پیدا کر

پستئ خاک پہ کب تک تری بے بال و پری

پھر مقام اپنا سر عرش بریں پیدا کر

عشق ہی زندہ و پایندہ حقیقت ہے جگرؔ

عشق کو عام بنا ذوق یقیں پیدا کر

# شکست توبہ

ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا

لہروں سے کھیلتا ہوا لہرا کے پی گیا

بے کیفیوں کے کیف سے گھبرا کے پی گیا

توبہ کو توڑ تاڑ کے تھرا کے پی گیا

زاہد! یہ تیری شوخئ رندانہ دیکھنا

رحمت کو باتوں باتوں میں بہلا کے پی گیا

سر مستئ ازل مجھے جب یاد آ گئی

دنیائے اعتبار کو ٹھکرا کے پی گیا

آزردگئ خاطر ساقی کو دیکھ کر

مجھ کو یہ شرم آئی کہ شرما کے پی گیا

اے رحمت تمام مری ہر خطا معاف

میں انتہائے شوق میں گھبرا کے پی گیا

پیتا بغیر اذن یہ کب تھی مری مجال

در پردہ چشم یار کی شہ پا کے پی گیا

اس جان مے کدہ کی قسم بارہا جگرؔ

کل عالم بسیط پہ میں چھا کے پی گیا

# گاندھیؔ جی کی یاد میں!

وہی ہے شور ہائے و ہو، وہی ہجوم مرد و زن

مگر وہ حسن زندگی، مگر وہ جنت وطن

وہی زمیں، وہیں زماں، وہی مکیں، وہی مکاں

مگر سرور یک دلی، مگر نشاط انجمن

وہی ہے شوق نو بہ نو، وہی جمال رنگ رنگ

مگر وہ عصمت نظر، طہارت لب و دہن

ترقیوں پہ گرچہ ہیں، تمدن و معاشرت

مگر وہ حسن سادگی، وہ سادگی کا بانکپن

شراب نو کی مستیاں، کہ الحفیظ و الاماں

مگر وہ اک لطیف سا سرور بادۂ کہن

یہ نغمۂ حیات ہے کہ ہے اجل ترانہ سنج

یہ دور کائنات ہے کہ رقص میں ہے اہرمن

ہزار در ہزار ہیں اگرچہ رہبران ملک

مگر وہ پیر نوجواں، وہ ایک مرد صف شکن

وہی مہاتما وہی شہید امن و آشتی

پریم جس کی زندگی، خلوص جس کا پیرہن

وہی ستارے ہیں، مگر کہاں وہ ماہتاب ہند

وہی ہے انجمن، مگر کہاں وہ صدر انجمن

# نرگس مستانہ

اپنا ہی سا اے نرگس مستانہ بنا دے

میں جب تجھے جانوں مجھے دیوانہ بنا دے

ہر قید سے ہر رسم سے بیگانہ بنا دے

دیوانہ بنا دے مجھے دیوانہ بنا دے

اک برق ادا خرمن ہستی پہ گرا کر

نظروں کو مری طور کا افسانہ بنا دے

ہر دل ہے تری بزم میں لبریز مئے عشق

اک اور بھی پیمانہ سے پیمانہ بنا دے

تو ساقی مے خانہ بھی تو نشہ و مے بھی

میں تشنۂ ہستی مجھے مستانہ بنا دے

اللہ نے تجھ کو مے و مے خانہ بنایا

تو ساری فضا کو مے و مے خانہ بنا دے

تو ساقئ مے خانہ ہے میں رند بلا نوش

میرے لئے مے خانہ کو پیمانہ بنا دے

یا دیدہ و دل میں مرے تو آپ سما جا

یا پھر دل و دیدہ ہی کو ویرانہ بنا دے

قطرے میں وہ دریا ہے جو عالم کو ڈبو دے

ذرے میں وہ صحرا ہے کہ دیوانہ بنا دے

لیکن مجھے ہر قید تعین سے بچا کر

جو چاہے وہ اے نرگس مستانہ بنا دے

عالم تو ہے دیوانہ جگر! حسن کی خاطر

تو اپنے لئے حسن کو دیوانہ بنا دے

کب تک نگہ یار نہ ہوگی متبسم

تو اپنا ہر انداز حریفانہ بنا دے

منکر تو نہ بن حسن کے اعجاز نظر کا

کہنے کے لئے اپنے کو بیگانہ بنا دے

جب تک کرم خاص کا دریا نہ امنڈ آئے

تو اور بھی حال اپنا سفیہانہ بنا دے

بت خانے آ نکلے تو کعبہ کی بنا ڈال

کعبے میں پہنچ جائے تو بت خانہ بنا دے

جو موج اٹھے دل سے ترے جوش طلب میں

سر رکھ کے وہیں سجدۂ شکرانہ بنا دے

جب مائل الطاف نظر آئے وہ خودبیں

تو ہر نگہ شوق کو افسانہ بنا دے

کونین بھی مل جائے تو دامن کو نہ پھیلا

کونین کو بھولا ہوا افسانہ بنا دے

پھر عرض کر اس طرح جگرؔ شوق و ادب سے

بے باک اگر جرأت رندانہ بنا دے

تجھ کو نگہ یار! قسم میرے جنوں کی

ناصح کو بھی میرا ہی سا دیوانہ بنا دے

میں ہوں ترے قدموں میں مجھے کچھ نہیں کہنا

اب جو بھی ترا لطف کریمانہ بنا دے

# یاد

آئی جب ان کی یاد تو آتی چلی گئی

ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

ہر منظر جمال دکھاتی چلی گئی

جیسے انہیں کو سامنے لاتی چلی گئی

ہر واقعہ قریب تر آتا چلا گیا

ہر شے حسین تر نظر آتی چلی گئی

ویرانۂ حیات کے ایک ایک گوشہ میں

جوگن کوئی ستار بجاتی چلی گئی

دل پھنک رہا تھا آتش ضبط فراق سے

دیپک کو مے گسار بناتی چلی گئی

بے حرف و بے حکایت و بے ساز و بے صدا

رگ رگ میں نغمہ بن کے سماتی چلی گئی

جتنا ہی کچھ سکون سا آتا چلا گیا

اتنا ہی بے قرار بناتی چلی گئی

کیفیتوں کو ہوش سا آتا چلا گیا

بے کیفیوں کو نیند سی آتی چلی گئی

کیا کیا نہ حسن یار سے شکوے تھے عشق کو

کیا کیا نہ شرمسار بناتی چلی گئی

تفریق حسن و عشق کا جھگڑا نہیں رہا

تمئیز قرب و بعد مٹاتی چلی گئی

میں تشنہ کام شوق تھا پیتا چلا گیا

وہ مست انکھڑیوں سے پلاتی چلی گئی

اک حسن بے جہت کی فضائے بسیط میں

اڑتی گئی مجھے بھی اڑاتی چلی گئی

پھر میں ہوں اور عشق کی بیتابیاں جگرؔ

اچھا ہوا وہ نیند کی ماتی چلی گئی

# اب تو یہ بھی نہیں رہا احساس (ردیف .. ا)

اب تو یہ بھی نہیں رہا احساس

درد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا

عشق جب تک نہ کر چکے رسوا

آدمی کام کا نہیں ہوتا

ٹوٹ پڑتا ہے دفعتاً جو عشق

بیشتر دیر پا نہیں ہوتا

وہ بھی ہوتا ہے ایک وقت کہ جب

ماسوا ماسوا نہیں ہوتا

ہائے کیا ہو گیا طبیعت کو

غم بھی راحت فزا نہیں ہوتا

دل ہمارا ہے یا تمہارا ہے

ہم سے یہ فیصلہ نہیں ہوتا

جس پہ تیری نظر نہیں ہوتی

اس کی جانب خدا نہیں ہوتا

میں کہ بے زار عمر بھر کے لیے

دل کہ دم بھر جدا نہیں ہوتا

وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں

جب ہمارا پتا نہیں ہوتا

دل کو کیا کیا سکون ہوتا ہے

جب کوئی آسرا نہیں ہوتا

ہو کے اک بار سامنا ان سے

پھر کبھی سامنا نہیں ہوتا

# آج کیا حال ہے یا رب سر محفل میرا

آج کیا حال ہے یا رب سر محفل میرا

کہ نکالے لیے جاتا ہے کوئی دل میرا

سوز غم دیکھ نہ برباد ہو حاصل میرا

دل کی تصویر ہے ہر آئینۂ دل میرا

صبح تک ہجر میں کیا جانیے کیا ہوتا ہے

شام ہی سے مرے قابو میں نہیں دل میرا

مل گئی عشق میں ایذا طلبی سے راحت

غم ہے اب جان مری درد ہے اب دل میرا

پایا جاتا ہے تری شوخیٔ رفتار کا رنگ

کاش پہلو میں دھڑکتا ہی رہے دل میرا

ہائے اس مرد کی قسمت جو ہوا دل کا شریک

ہائے اس دل کا مقدر جو بنا دل میرا

کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو میں مرے رہ رہ کر

اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا

# اس کی نظروں میں انتخاب ہوا

اس کی نظروں میں انتخاب ہوا

دل عجب حسن سے خراب ہوا

عشق کا سحر کامیاب ہوا

میں تیرا تو مرا جواب ہوا

ہر نفس موج اضطراب ہوا

زندگی کیا ہوئی عذاب ہوا

جذبۂ شوق کامیاب ہوا

آج مجھ سے انہیں حجاب ہوا

میں بنوں کس لیے نہ مست شراب

کیوں مجسم کوئی شباب ہوا

نگۂ ناز لے خبر ورنہ

درد محبوب اضطراب ہوا

میری بربادیاں درست مگر

تو بتا کیا تجھے ثواب ہوا

عین قربت بھی عین فرقت بھی

ہائے وہ قطرہ جو حباب ہوا

مستیاں ہر طرف ہیں آوارہ

کون غارت گر شراب ہوا

دل کو چھونا نہ اے نسیم کرم

اب یہ دل روکش حباب ہوا

عشق بے امتیاز کے ہاتھوں

حسن خود بھی شکست یاب ہوا

جب وہ آئے تو پیشتر سب سے

میری آنکھوں کو اذن خواب ہوا

دل کی ہر چیز جگمگا اٹھی

آج شاید وہ بے نقاب ہوا

دور ہنگامۂ نشاط نہ پوچھ

اب وہ سب کچھ خیال و خواب ہوا

تو نے جس اشک پر نظر ڈالی

جوش کھا کر وہی شراب ہوا

ستم خاص یار کی ہے قسم

کرم یار بے حساب ہوا

# آنکھوں کا تھا قصور نہ دل کا قصور تھا

آنکھوں کا تھا قصور نہ دل کا قصور تھا

آیا جو میرے سامنے میرا غرور تھا

تاریک مثل آہ جو آنکھوں کا نور تھا

کیا صبح ہی سے شام بلا کا ظہور تھا

وہ تھے نہ مجھ سے دور نہ میں ان سے دور تھا

آتا نہ تھا نظر تو نظر کا قصور تھا

ہر وقت اک خمار تھا ہر دم سرور تھا

بوتل بغل میں تھی کہ دل ناصبور تھا

کوئی تو دردمند دل ناصبور تھا

مانا کہ تم نہ تھے کوئی تم سا ضرور تھا

لگتے ہی ٹھیس ٹوٹ گیا ساز آرزو

ملتے ہی آنکھ شیشۂ دل چور چور تھا

ایسا کہاں بہار میں رنگینیوں کا جوش

شامل کسی کا خون تمنا ضرور تھا

ساقی کی چشم مست کا کیا کیجیے بیان

اتنا سرور تھا کہ مجھے بھی سرور تھا

پلٹی جو راستے ہی سے اے آہ نامراد

یہ تو بتا کہ باب اثر کتنی دور تھا

جس دل کو تم نے لطف سے اپنا بنا لیا

اس دل میں اک چھپا ہوا نشتر ضرور تھا

اس چشم مے فروش سے کوئی نہ بچ سکا

سب کو بقدر حوصلۂ دل سرور تھا

دیکھا تھا کل جگرؔ کو سر راہ مے کدہ

اس درجہ پی گیا تھا کہ نشے میں چور تھا

# تجھی سے ابتدا ہے تو ہی اک دن انتہا ہوگا

تجھی سے ابتدا ہے تو ہی اک دن انتہا ہوگا

صدائے ساز ہوگی اور نہ ساز بے صدا ہوگا

ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا

سب اس کو دیکھتے ہوں گے وہ ہم کو دیکھتا ہوگا

سر محشر ہم ایسے عاصیوں کا اور کیا ہوگا

در جنت نہ وا ہوگا در رحمت تو وا ہوگا

جہنم ہو کہ جنت جو بھی ہوگا فیصلہ ہوگا

یہ کیا کم ہے ہمارا اور ان کا سامنا ہوگا

ازل ہو یا ابد دونوں اسیر زلف حضرت ہیں

جدھر نظریں اٹھاؤ گے یہی اک سلسلا ہوگا

یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی

جو محبوب خدا کا ہے وہ محبوب خدا ہوگا

اسی امید پر ہم طالبان درد جیتے ہیں

خوشا درد دے کہ تیرا اور درد لا دوا ہوگا

نگاہ قہر پر بھی جان و دل سب کھوئے بیٹھا ہے

نگاہ مہر عاشق پر اگر ہوگی تو کیا ہوگا

سیانا بھیج دے گا ہم کو محشر سے جہنم میں

مگر جو دل پہ گزرے گی وہ دل ہی جانتا ہوگا

سمجھتا کیا ہے تو دیوانگان عشق کو زاہد

یہ ہو جائیں گے جس جانب اسی جانب خدا ہوگا

جگرؔ کا ہاتھ ہوگا حشر میں اور دامن حضرت

شکایت ہو کہ شکوہ جو بھی ہوگا برملا ہوگا

# جو اب بھی نہ تکلیف فرمائیے گا

جو اب بھی نہ تکلیف فرمائیے گا

تو بس ہاتھ ملتے ہی رہ جائیے گا

نگاہوں سے چھپ کر کہاں جائیے گا

جہاں جائیے گا ہمیں پائیے گا

مرا جب برا حال سن پائیے گا

خراماں خراماں چلے آئیے گا

مٹا کر ہمیں آپ پچھتائیے گا

کمی کوئی محسوس فرمائیے گا

نہیں کھیل ناصح جنوں کی حقیقت

سمجھ لیجئے گا تو سمجھائیے گا

ہمیں بھی یہ اب دیکھنا ہے کہ ہم پر

کہاں تک توجہ نہ فرمائیے گا

ستم عشق میں آپ آساں نہ سمجھیں

تڑپ جائیے گا جو تڑپائیے گا

یہ دل ہے اسے دل ہی بس رہنے دیجے

کرم کیجئے گا تو پچھتائیے گا

کہیں چپ رہی ہے زبان محبت

نہ فرمائیے گا تو فرمائیے گا

بھلانا ہمارا مبارک مبارک

مگر شرط یہ ہے نہ یاد آئیے گا

ہمیں بھی نہ اب چین آئے گا جب تک

ان آنکھوں میں آنسو نہ بھر لائیے گا

ترا جذبۂ شوق ہے بے حقیقت

ذرا پھر تو ارشاد فرمائیے گا

ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگ محفل

کسے دیکھ کر آپ شرمایئے گا

یہ مانا کہ دے کر ہمیں رنج فرقت

مداوائے فرقت نہ فرمائیے گا

محبت محبت ہی رہتی ہے لیکن

کہاں تک طبیعت کو بہلایئے گا

نہ ہوگا ہمارا ہی آغوش خالی

کچھ اپنا بھی پہلو تہی پائیے گا

جنوں کی جگرؔ کوئی حد بھی ہے آخر

کہاں تک کسی پر ستم ڈھایئے گا

# حسن کے احترام نے مارا

حسن کے احترام نے مارا

عشق بے ننگ و نام نے مارا

وعدۂ ناتمام نے مارا

روز کی صبح و شام نے مارا

لرزش دست شوق آہ نہ پوچھ

لغزش نیم گام نے مارا

عشق کی سادگی تو ایک طرف

شوق کے اہتمام نے مارا

اللہ اللہ نفس کی آمد و شد

اس پیام و سلام نے مارا

عشق مرتا نہ اپنی موت سے آہ

عاشقان کرام نے مارا

کاش وہ عمر خضر بن جائے

جن خیالات خام نے مارا

میں نہیں بسمل خیام جگرؔ

حافظ خوش کلام نے مارا

# دل کو سکون روح کو آرام آ گیا

دل کو سکون روح کو آرام آ گیا

موت آ گئی کہ دوست کا پیغام آ گیا

جب کوئی ذکر گردش آیام آ گیا

بے اختیار لب پہ ترا نام آ گیا

غم میں بھی ہے سرور وہ ہنگام آ گیا

شاید کہ دور بادۂ گلفام آ گیا

دیوانگی ہو عقل ہو امید ہو کہ یاس

اپنا وہی ہے وقت پہ جو کام آ گیا

دل کے معاملات میں ناصح شکست کیا

سو بار حسن پر بھی یہ الزام آ گیا

صیاد شادماں ہے مگر یہ تو سوچ لے

میں آ گیا کہ سایہ تہ دام آ گیا

دل کو نہ پوچھ معرکۂ حسن و عشق میں

کیا جانیے غریب کہاں کام آ گیا

یہ کیا مقام عشق ہے ظالم کہ ان دنوں

اکثر ترے بغیر بھی آرام آ گیا

احباب مجھ سے قطع تعلق کریں جگرؔ

اب آفتاب زیست لب بام آ گیا



# ستم کامیاب نے مارا

ستم کامیاب نے مارا

کرم لا جواب نے مارا

خود ہوئی گم ہمیں بھی کھو بیٹھی

نگہ بازیاب نے مارا

زندگی تھی حجاب کے دم تک

برہمئ حجاب نے مارا

عشق کے ہر سکون آخر کو

حسن کے اضطراب نے مارا

خود نظر بن گئی حجاب نظر

ہائے اس بے حجاب نے مارا

میں ترا عکس ہوں کہ تو میرا

اس سوال و جواب نے مارا

کوئی پوچھے کہ رہ کے پہلو میں

تیر کیا اضطراب نے مارا

بچ رہا جو تری تجلی سے

اس کو تیرے حجاب نے مارا

اب نظر کو کہیں قرار نہیں

کاوش انتخاب نے مارا

سب کو مارا جگرؔ کے شعروں نے

اور جگرؔ کو شراب نے مارا

# کیا کشش حسن بے پناہ میں ہے

کیا کشش حسن بے پناہ میں ہے

جو قدم ہے اسی کی راہ میں ہے

مے کدہ میں نہ خانقاہ میں ہے

جو تجلی دل تباہ میں ہے

ہائے وہ راز غم کہ جو اب تک

تیرے دل میں مری نگاہ میں ہے

عشق میں کیسی منزل مقصود

وہ بھی اک گرد ہے جو راہ میں ہے

میں جہاں ہوں ترے خیال میں ہوں

تو جہاں ہے مری نگاہ میں ہے

حسن کو بھی کہاں نصیب جگرؔ

وہ جو اک شے مری نگاہ میں ہے

# محبت آپ اپنی ترجماں ہے

محبت آپ اپنی ترجماں ہے

یہی خود چشم و دل لفظ و بیاں ہے

نگاہوں میں بہار جاوداں ہے

جہاں میں ہوں وہیں اب آشیاں ہے

محبت دونوں جانب مہرباں ہے

کہ ہم اس سے وہ ہم سے بدگماں ہے

وہ کب سے مضطرب ہیں اے غم عشق

خدا جانے تیری غیرت کہاں ہے

ہماری رفعتوں کا پوچھنا کیا

جہاں ہم پاؤں رکھ دیں آسماں ہے

کوئی آواز ہی دے گمشدہ دل

کہاں ہے او مرے یوسف کہاں ہے

اگر تو ہے تو اے جان دو عالم

یہاں ہر شے جواں جاوداں ہے

مزے سوز دروں کے مل رہے ہیں

بحمد للہ کہ دل آتش بجاں ہے

تماشا دیدنی ہے دیکھ جاؤ

زبان شوق و گلبانگ فغاں ہے

مبارک باد اے جذب محبت

انہیں اپنے پر اب میرا گماں ہے

کسی کو اک نظر ہی دیکھ تو لیں

اب اتنی بھی ہمیں جرأت کہاں ہے

ترے نقش قدم کا ذرہ ذرہ

عبادت گاہ جان عاشقاں ہے

الٰہی خیر کرنا دیر سے پھر

بہت مضطر نگاہ رازداں ہے

پھنکا جاتا ہے دل جس سوز غم سے

جہنم میں یہ چنگاری کہاں ہے

جو پڑھ سکتا ہے تو پڑھ اے غم دل

کہ ان نظروں میں آج اک داستاں ہے

# نقاب حسن دوعالم اٹھائی جاتی ہے

نقاب حسن دوعالم اٹھائی جاتی ہے

مجھی کو میری تجلی دکھائی جاتی ہے

قدم قدم مری ہمت بڑھائی جاتی ہے

نفس نفس تری آہٹ سی پائی جاتی ہے

وہ اک نظر جو بمشکل اٹھائی جاتی ہے

وہی نظر رگ و پے میں سمائی جاتی ہے

سکوں ہے موت یہاں ذوق جستجو کے لیے

یہ تشنگی وہ نہیں جو بجھائی جاتی ہے

خدا وہ درد محبت ہر ایک کو بخشے

کہ جس میں روح کی تسکین بھی پائی جاتی ہے

وہ مے کدہ ہے تری انجمن خدا رکھے

جہاں خیال سے پہلے پلائی جاتی ہے

ترے حضور یہ کیا واردات قلب ہے آج

کہ جیسے چاند پہ بدلی سی چھائی جاتی ہے

تجھے خبر ہو تو اتنی نہ فرصت غم دے

کہ تیری یاد بھی اکثر ستائی جاتی ہے

وہ چیز کہتے ہیں فردوس گم شدہ جس کو

کبھی کبھی تری آنکھوں میں پائی جاتی ہے

قریب منزل آخر ہے الفراق جگرؔ

سفر تمام ہوا نیند آئی جاتی ہے

# وہ جو روٹھیں یوں منانا چاہیئے

وہ جو روٹھیں یوں منانا چاہیئے

زندگی سے روٹھ جانا چاہیئے

ہمت قاتل بڑھانا چاہیئے

زیر خنجر مسکرانا چاہیئے

زندگی ہے نام جہد و جنگ کا

موت کیا ہے بھول جانا چاہیئے

ہے انہیں دھوکوں سے دل کی زندگی

جو حسیں دھوکا ہو کھانا چاہیئے

لذتیں ہیں دشمن اوج کمال

کلفتوں سے جی لگانا چاہیئے

ان سے ملنے کو تو کیا کہئے جگرؔ

خود سے ملنے کو زمانا چاہیئے

# وہ کافر آشنا نا آشنا یوں بھی ہے اور یوں بھی

وہ کافر آشنا نا آشنا یوں بھی ہے اور یوں بھی

ہماری ابتدا تا انتہا یوں بھی ہے اور یوں بھی

تعجب کیا؟ اگر رسم وفا یوں بھی ہے اور یوں بھی

کہ حسن و عشق کا ہر مسئلہ یوں بھی ہے اور یوں بھی

کہیں ذرہ کہیں صحرا کہیں قطرہ کہیں دریا

محبت اور اس کا سلسلہ یوں بھی ہے اور یوں بھی

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں ایک مقصد میری ہستی کا

بتاؤں کیا کہ میرا مدعا یوں بھی ہے اور یوں بھی

ہم ان سے کیا کہیں وہ جانیں ان کی مصلحت جانے

ہمارا حال دل تو برملا یوں بھی ہے اور یوں بھی

نہ پا لینا ترا آساں نہ کھو دینا ترا ممکن

مصیبت میں یہ جان مبتلا یوں بھی ہے اور یوں بھی

لگا دے آگ او برق تجلی دیکھتی کیا ہے

نگاہ شوق ظالم نارسا یوں بھی ہے اور یوں بھی

الٰہی کس طرح عقل و جنوں کو ایک جا کر لوں

کہ منشائے نگاہ عشوہ زا یوں بھی ہے اور یوں بھی

مجازیؔ سے جگرؔ کہہ دو ارے او عقل کے دشمن

مقر ہو یا کوئی منکر خدا یوں بھی ہے اور یوں بھی

# یہ دن بہار کے اب کے بھی راس آ نہ سکے

یہ دن بہار کے اب کے بھی راس آ نہ سکے

کہ غنچے کھل تو سکے کھل کے مسکرا نہ سکے

مری تباہیٔ دل پر تو رحم کھا نہ سکے

جو روشنی میں رہے روشنی کو پا نہ سکے

نہ جانے آہ کہ ان آنسوؤں پہ کیا گزری

جو دل سے آنکھ تک آئے مژہ تک آ نہ سکے

رہ خلوص محبت کے حادثات جہاں

مجھے تو کیا مرے نقش قدم مٹا نہ سکے

کریں گے مر کے بقائے دوام کیا حاصل

جو زندہ رہ کے مقام حیات پا نہ سکے

نیا زمانہ بنانے چلے تھے دیوانے

نئی زمین نیا آسماں بنا نہ سکے

# یہ مصرع کاش نقش ہر در و دیوار ہو جائے

یہ مصرع کاش نقش ہر در و دیوار ہو جائے

جسے جینا ہو مرنے کے لیے تیار ہو جائے

وہی مے خوار ہے جو اس طرح مے خوار ہو جائے

کہ شیشہ توڑ دے اور بے پیے سرشار ہو جائے

دل انساں اگر شائستہ اسرار ہو جائے

لب خاموش فطرت ہی لب گفتار ہو جائے

ہر اک بے کار سی ہستی بروئے کار ہو جائے

جنوں کی روح خوابیدہ اگر بیدار ہو جائے

سنا ہے حشر میں ہر آنکھ اسے بے پردہ دیکھے گی

مجھے ڈر ہے نہ توہین جمال یار ہو جائے

حریم ناز میں اس کی رسائی ہو تو کیوں کر ہو

کہ جو آسودہ زیر سایۂ دیوار ہو جائے

معاذ اللہ اس کی واردات غم معاذ اللہ

چمن جس کا وطن ہو اور چمن بے زار ہو جائے

یہی ہے زندگی تو زندگی سے خودکشی اچھی

کہ انساں عالم انسانیت پر بار ہو جائے

اک ایسی شان پیدا کر کہ باطل تھرتھرا اٹھے

نظر تلوار بن جائے نفس جھنکار ہو جائے

یہ روز و شب یہ صبح و شام یہ بستی یہ ویرانہ

سبھی بیدار ہیں انساں اگر بیدار ہو جائے

# یہ ہے مے کدہ یہاں رند ہیں یہاں سب کا ساقی امام ہے

یہ ہے مے کدہ یہاں رند ہیں یہاں سب کا ساقی امام ہے

یہ حرم نہیں ہے اے شیخ جی یہاں پارسائی حرام ہے

جو ذرا سی پی کے بہک گیا اسے میکدے سے نکال دو

یہاں تنگ نظر کا گزر نہیں یہاں اہل ظرف کا کام ہے

کوئی مست ہے کوئی تشنہ لب تو کسی کے ہاتھ میں جام ہے

مگر اس پہ کوئی کرے بھی کیا یہ تو میکدے کا نظام ہے

یہ جناب شیخ کا فلسفہ ہے عجیب سارے جہان سے

جو وہاں پیو تو حلال ہے جو یہاں پیو تو حرام ہے

اسی کائنات میں اے جگرؔ کوئی انقلاب اٹھے گا پھر

کہ بلند ہو کے بھی آدمی ابھی خواہشوں کا غلام ہ